

جرم قذف ابتدائی تعارف، ارکان اور سزا سے متعلق فقہ اسلامی اور مصری قوانین کا علمی و تقابلی جائزہ

A Comparative Analysis of Qazaf as offense and “Hadd” Members and its precursors in Islamic Fiqh and Egyptian Anglo-Saxon Law

* Sardar Ali

** Prof. Dr Mushtaq Ahmed

ABSTRACT

This research paper elucidates, an important legal issue of the Islamic legal system i.e Qazaf. The paper discusses Qazaf as “Hadd” in all its pragmatic and semantic forms. Adultery as “Hadd” apparently seems to be the same of the modern critics, Egypt, barbaric and the Human, but “Nusus” of Quran and Sunnah and Surah establishes determine *hadd* and preconditions like “Motivate the accused, not to plead guilty” (Quaid e fiqh Rya) glorifies the accuracy robustness of Islamic legal drain over contemporary Anglo-Saxon Law. Qazf means slandering a chaste woman or man. Islamic law contains the basic protection of human dignity and the right to fame, for which Islam imposes legal punishments on any individual or group that violates these rights. Contemporary law, however, lacks the comprehensive concept of protection of human dignities, like Islamic law. The contents of this Research study represent a comparison of the Islamic Legal System and Anglo-Saxon Law within Egyptian Legal System scenarios.

Keywords: Qazaf definitions, Fiqh Schools. Types of Adultery, Egyptian legal system, Hadd.Qazaf.

تمہید:

نحوی لحاظ سے حد قذف مرکب اضافی ہے اور مرکب اضافی کے دو تعریفیں کی جاتی ہیں: تعریف اضافی یعنی لغوی اعتبار سے لفظ "حد" کے اطلاقات مختلف اعتبارات سے مختلف ہیں عربی لغت میں بمعنی منع کرنا، روکنا، رکاوٹ ڈالنا، باز رکھنا، اس وجہ سے "در بان" کو "حداد" کہا جاتا ہے کیونکہ وہ عام لوگوں کو دروازے پر روکتے ہیں۔ جبکہ بعض اہل لغت حد بمعنی "حاجز" کے لیتے ہیں جو بطور "حد فاصل" استعمال ہوتا ہے علم الفکیات میں دو ستاروں کے محدود فاصلے کے لئے "حد الکواکب" کا لفظ بولا جاتا ہے۔

فقہی اصطلاح میں "عقوبۃ مقدرة وجبت حقالہ تعالیٰ زجرا" ایسی سزائیں جو مقرر ہو زجر کے طور پر اللہ تعالیٰ کی حق کے واسطے "حق اللہ" اجتماعی حقوق کے طور پر مقررہ سزا کو کہتے ہیں۔ حد کا استعمال بمقابلہ تعزیر ہوتا ہے۔

تعزیر! وہ تادیبی سزا جو کمیست اور کیفیت دونوں اعتبار سے قاضی یا مجاز عدالت کے صواب دید پر موقوف ہو جبکہ حد اس مقررہ سزا کو کہا جاتا ہے جس کی کمیست و کیفیت موقوف علی الشرع ہو بندوں کو اس میں دخل نہ ہو۔

* Ph.D. scholar, Islamic Studies Qurtuba University Peshawar.

** Prof, Dean faculty of Islamic & Rel Studies Qurtuba University of Science & Info Technology, Peshawar.

حد کا اصطلاح منصوصی ہے اسامہ بن زید کی چوری کے مقدمہ میں ماخوذ خاتون کی سفارش کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو ڈانٹ کر فرمایا تھا کہ

”تشفع فی حد من حدود اللہ“^۵

”تم اللہ تعالیٰ کی سزاؤں میں سے ایک سزا کے بارے میں سفارش کر رہے ہو۔“

گویا کہ شریعت حد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے متعین اور مقرر کردہ سزا کا نام ہے۔

قذف، لغوی اعتبار سے ”التقاذف والترامی“ باہمی تیر اندازی کرنے کو کہتے ہیں^۶ جب کہ اصطلاح میں کسی پاکدامن مسلمان مرد یا عورت پر الزام زنا لگانا یا انکار نسب کرنا بصورت تحریر یا تقریر، صراحۃً یا کنایتاً۔

تعریف لقبی:

”والقذف فی الشریعة عقوبتہ الجلد ثمانین جلدة، ولكن القذف المعاقب علیه بعقوبة الحد هو الرمي بالزنا أو نفي النسب“^۷

”حد قذف سے منصوصی مقررہ اور نافذ العمل سزا ہے جو بصورت کوڑے بتعداد ۸۰ بوجہ اہتمام زنا یا انکار نسب قاذف کا زب کو دیا جاتا ہے۔“

جمہور فقہاء کے نزدیک حد کا اطلاق حد زنا، حد قذف، حد شراب نوشی، حد سرقت الصغریٰ، حد حرابہ، حد سرقت الکبریٰ، حد ارتداد، جرم بغاوت، جبکہ ابن حزم رحمہ اللہ جرم بغاوت کے جگہ محمد عاریہ پر کرتے ہیں جن کو ”جرائم الحدود السبعة“ کہا جاتا ہے۔^۸ فقہاء حنفیہ کے نزدیک حد حقوق اللہ تعالیٰ کو توڑنے کے جرم میں دی جانی والی مخصوص و متعین سزا ہے^۹ جبکہ جمہور فقہاء کے نزدیک حد حقوق اللہ تعالیٰ اور حقوق العباد کو پامال کرنے کی پاداش میں دی جانی والی مقررہ سزا ہے۔ اس وجہ سے فقہاء حنفیہ کے نزدیک حد کا اطلاق صرف حد زنا، حد سرقت الصغریٰ، حد حرابہ، حد قذف، حد شراب نوشی اور حد ارتداد پر ہوتا ہے جن کو ”حدود الستة“ کہا جاتا ہے جبکہ جمہور فقہاء کے نزدیک حدود کے زمرے میں قصاص ”نفس یا مادون النفس کا بدلہ بصورت نفس یا مادون النفس“ و دیت ”نفس یا مادون النفس کا بدلہ بصورت مال“ اور بغاوت خلاف سرکار یا کار سرکار میں مداخلت بھی شامل ہیں۔^{۱۰} مذکورہ بالا بحث درج ذیل امور بطور خلاصہ سامنے آتے ہیں:

۱. حد کا اطلاق اس سزا پر ہوتا ہے جس کا تعین قرآن و سنت اور اجماع امت کے نتیجے میں ہوا ہو۔
۲. سزائے حد محکم ہے جو ناقابل تنسیخ و ترمیم ہے۔
۳. حد میں اکثر و بیشتر حق اللہ (اجتماعی حقوق) غالب رہتا ہے۔
۴. حدود کے نفاذ سے مطلوب و مقصود جرائم کا روک تھام اور اصلاح معاشرہ اور تحفظ مقاصد شریعت، تحفظ دین، تحفظ جان، تحفظ عزت و نسل اور تکریم انسانیت، تحفظ مال، تحفظ عقل، تحفظ عدل و امن عامہ، ہوتے ہیں۔
۵. تعزیر ہر وہ سزا جس کا تعین قرآن کریم اور سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع امت کے نتیجے میں نہیں ہوا ہو بلکہ جس کا تعین متقنہ (پارلیمنٹ / مجلس شوریٰ) یا عدلیہ و قاضی اپنے صوابدید پر کر دیں۔“

شریعت میں کچھ سزائیں قرآن کریم نے بطور حد تجویز کی ہیں جب کہ کچھ سزائیں رسول اللہ ﷺ نے بطور قانون ساز و مقنن متعین فرمائی ہیں اور کچھ سزائیں رسول اللہ ﷺ نے بطور سربراہ مملکت و ریاست مقرر فرمائی ہیں جبکہ کچھ سزائیں ایسے ہیں جہاں قرآن و سنت تعین جرم کیا ہے لیکن تعین سزا نہیں کیا ہیں رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کے متعین کردہ سزائیں حد زنا، سرقہ، حرابہ، قذف، عملی طور پر نافذ کئے ہیں جبکہ ماعزاسلمی،^{۱۲} یا غامدیہ رضی اللہ عنہما اور واقعہ عسیف^{۱۳} میں خاتون رجم کی سزا دی جو اگر قرآن کریم میں صراحتاً موجود نہ ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے بطور نبی و شارع اس سزا کو نافذ فرمایا۔^{۱۴} عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجماع امت کی صورت میں شراب نوشی کی سزا مقرر فرمائی۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے محنت کے سماجی برتاؤ اور کچھ جنسی اشارات و کنایات کو محسوس کر کے مدینہ سے بطور تعزیر جلاوطن کر دیا۔ تاہم کچھ سزائوں کے بطور تعزیر وحد کے تعین میں اختلاف رہا ہے جیسے سدومیت اور مباشرت بہائم کی سزائیں جو بعض خلفاء نے فعلاً دی ہے یا تولاً مقرر کی ہیں تو اس ضمن میں بعض فقہاء ان کو حد، جبکہ بعض فقہاء انہیں تعزیری سزائوں سے تعبیر کرتے ہیں۔^{۱۵}

جرم قذف کی عمومی تعریف:

ماہر قانون عبدالقادر عودہ جرم قذف کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

”قذف یحد علیہ القاذف کرمی المحصن بالزنا او نفی نسبہ وقذف یعاقب علیہ بالتعزیر کالسب والشتم“^{۱۶}

”جرم قذف کی وجہ سے قاذف کو تہمت کی سزا دی جائے گی، جیسے پاکدامن پر زنا کی تہمت لگانا یا اس کی نسب کی نفی کرنے کی وجہ سے، گالی گلوچ کی طرح قذف پر بھی تعزیری سزا دی جائے گی۔“

اسلامی شریعت میں قذف کی دو قسمیں ہیں ایک قذف پر سزا بصورت حد ہے اور ایک قذف پر سزا بصورت تعزیر ہے، جس قذف میں سزا بصورت حد ہے وہ وہی ہے جس میں کسی محصن شخص کو زنا سے منسوب کیا گیا ہو یا اس کے نسب سے نفی کی گئی ہو۔ اور جس قذف میں تعزیر ہے وہ وہی ہے جس میں کسی محصن یا غیر محصن کی جانب علاوہ زنا اور نفی نسب کے اور کوئی بات منسوب کی گئی ہو۔ اس نوع میں بُرا بھلا کہنا (سب) اور گالیاں دینا (شتم) شامل ہے اور ان دونوں باتوں پر بھی سزا بصورت تعزیر ہے۔

جب قاذف مقذوف سے کوئی ایسا واقعہ منسوب کریں جس میں احتمال صدق اور کذب ہو، اور اسے ثابت کیا جاسکتا ہو جیسے ارتکاب زنا اور رشوت کی تہمت اور اگر مقذوف کی جانب جو بات منسوب کی گئی ہے اس کا جھوٹ ہو ناظر ہو اور اسے ثابت نہ کیا جاسکتا ہو تو سب (برا بھلا کہنا) ہے مثلاً کوئی شخص کسی کو کتا یا گدھا کہے یا بیٹا آدمی کو اندھا کہے جو ظاہراً جھوٹ ہے اور اس کی صحت کے اثبات کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

ثبوت قذف اور فقہ اسلامی:

اگر کسی نے کسی پر مخصوص واقعے یا کسی حرام صفت کا الزام لگایا تو الزام لگانے والا ہی اس الزام کی صحت کا ثبوت پیش کرے گا، اگر وہ ثبوت پیش کرنے سے عاجز ہو یا از خود ثبوت پیش نہ کرے تو اس پر حد لازم ہوگی۔ جیسا کہ عبدالقادر عودہ اس کو یوں بیان کرتے ہیں:

”ان من رمی انساناً بواقعة او صفة محرمة ما، و جب علیہ ان یثبت صحة ما رماه به، فان عجز عن اثباته او امتنع وجبت علیه العقوبة“^{۱۷}

”اگر کسی نے کسی کو کسی ایسے امر کا الزام دیا جو معصیت یا حرام ہو تو اس پر سزا قذف واجب ہو جاتا ہوں پس اگر اس کے ثابت

کرنے سے عاجز ہو جائے یا منع ہو جائے تو اس پر سزائے تہمت لازم ہے۔“
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس الزام کی صحت کی وجہ سے قاذف سے سزا معاف نہیں ہو سکتی کہ سچا ہونے کے باوجود اس نے مقذوف کو اذیت پہنچائی ہو جو شریعت میں حرام ہے۔ لیکن چونکہ جس بات کا الزام لگایا ہے وہ خود شریعت میں حرام نہیں ہے اور اس پر مواخذہ نہیں ہے اس لیے اس پر تعزیر بھی درست نہیں ہے۔

ثبوت قذف اور مصری معاصر قوانین:

اس معاملے میں مصری قانون شریعت اسلامیہ کے بالکل برعکس ہے یہاں قاعدہ یہ ہے
”أن ليس لمن قذف إنسانا بشيء أن يثبت صحة ما قذفه به وعليه العقوبة“^{۱۸۴}
”اگر کوئی شخص کسی کو کوئی تہمت لگائے تو اسے اس کو ثابت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور وہ بہر حال سزا پائے گا خواہ اس نے جو کچھ کہا ہے وہ بلاشبہ درست ہی کیوں نہ ہو۔“

اس مصری قانون کی اساس افراد کی نجی زندگی کا تحفظ ہے دراصل مروجہ قوانین جرائم قول میں نفاق اور ریا پر استوار ہیں چنانچہ ان قوانین کی رو سے سچے اور جھوٹے کو برابر سزا ملتی ہے کیونکہ اصول یہ ہے کہ کسی کو کسی پر تہمت اور عیب لگانے اور اسے برا بھلا کہنے کی اجازت نہیں ایسا کرنے والا خواہ سچا ہو یا جھوٹا بہر صورت قابل سزا ہے۔

نقد و بصر:

اس اصول کی رو سے جہاں بے گناہ لوگ جھوٹوں کے اتہام سے محفوظ رہتے ہیں۔ وہاں مجرم و بدکار بھی سچے لوگوں کے برائی پر مواخذے سے محفوظ رہتے ہیں اور اس اصول سے جہاں ایک جانب افراد کی نجی زندگی کو تحفظ ملا ہے، وہاں یہ افراد اور معاشرے کی خرابی اور بگاڑ پر بھی متوجہ ہوا ہے۔ کیونکہ قانون جب کسی درست اور صحیح الزام پر سزا دیتا ہے تو اس کا یہی مطلب نہیں ہوتا کہ صادق کو سچ بولنے پر سزا ملی اور اسے سچ بولنے سے روک دیا گیا بلکہ یہ بھی کہ سچ بولنے والے کو جھوٹ بولنے پر مجبور اور نفاق اور ریا پر آمادہ کر دیا گیا۔ قانون کی اس حمایت و تحفظ سے بدکردار کی اصلاح نہیں ہوتی بلکہ اس کی مزید ہمت افزائی ہوتی ہے کہ وہ اپنی اس کج روی پر قائم رہے بلکہ اس سے تو بہت سے اچھے لوگوں کو بھی یہ ترغیب ملتی ہے کہ وہ اہتمام اور الزام سے بچنے کے لیے خود بھی ان بگڑے ہوئے لوگوں کے راستے پر چلیں۔ اس طرح پورا معاشرہ تباہ ہوتا اور بہترین اخلاق کو گھن لگ جاتا ہے کہ قانون کی جانب سے ان لوگوں کو تحفظ حاصل ہوتا ہے جو از روئے اخلاق تحفظ کے مستحق نہیں ہیں۔

اس قانونی اصول سے اچھے برے اور نیک و بد کا امتیاز ہی مٹ گیا اور قومی اخلاقی معیار اس قدر گر گیا کہ کوئی پارسا آدمی کسی بدکار پر تنقید نہیں کر سکتا، جب کہ برا آدمی کے اپنی برائیوں اور گمراہیوں میں از سر تاپا غرق برائی کے راستے پر بغیر کسی فکر و تردد اور بلا کسی فکر و تردد اور بلا کسی احتساب کے گامزن رہتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ برائی کو برائی کہنا، زانی کو زانی اور چور کو چور کہنا اور انفر اڈاز کو جھوٹا کہنا مشکل ہو گیا ہے اور اگر کوئی ایسا کہے تو وہ قانوناً سزا کا مستحق ہے اور زانی، چور اور جھوٹے قانونی تحفظ کے علاوہ مالی معاوضہ کا بھی مستحق ہے۔ حالانکہ جو بات کہی گئی وہ بالکل سچ اور جو الزام عائد کیا گیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ یہ ہے قولی جرائم میں آپ کے قانون کا اصول جس نے لوگوں پر سچ بولنا، برائی سے باز رکھنا اور برے آدمی کے سماجی مرتبے کو کم کرنا تاکہ اچھے آدمی کا سماجی مرتبہ بلند ہو سکے ممنوع قرار دے دیا ہے جیسا کہ مصری قانون سے واضح ہیں:

”ولا يقبل من القاذف اقامة الدليل لاثبات ما قذف به الا في الحالة الغير المبينة“^{۱۹۴}

”اور قذف کی تہمت لگانے والے سے دلیل نہیں لیا جائے گا اسی فعل کی ثبوت کے لیے صرف ایک ہی حالت میں جب وہ ظاہر نہ ہو۔“

البتہ مذکورہ بالا اصول سے کچھ افراد اور صورتیں مستثنیٰ ہیں۔

سرکاری افسران، عوامی نمائندگان بنیت اصلاح اعتراض کیا جاسکتا ہے اور اس اعتراض کو ثابت کر کے متعلقہ افراد کو سزا دلوائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح عوامی الیکشن کے دوران ممبران اسمبلی اور عدالتی کارروائی کے دوران متخاصمین ایک دوسرے پر قابل ثبوت سزا و جرح کر سکتے ہیں۔ یہ امر قابل غور ہے کہ مصری قانون کے مطابق قاذف اور سب (گالی دینے والا) خواہ سچا ہو یا جھوٹا، فوجداری طور پر ماخوذ نہیں ہے۔ دراصل یہ اصول جدید مروجہ قوانین سے ماخوذ ہے اور جو اوپر مستثنیات مذکور ہوئے ہیں۔ وہ بھی بیشتر مروجہ قوانین کے مطابق ہی ہیں۔

مصری قانون کی دفعات میں فنی نقص یہ ہے کہ ان میں تضاد اور عدم ہم آہنگی ہے اس لیے کہ ایک طرف اساسی اصول میں افراد کی نجی زندگی کا تحفظ مقصود ہے تو دوسری جانب ان مستثنیات سے نجی زندگی اور پبلک لائف دونوں پر اتہام جائز قرار دے دیا گیا ہے۔ اور ایک طرف اصول اساسی کی رو سے قول صادق اور کاذب دونوں کی اجازت دے دی گئی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تضاد اور بے ربطی ہو سکتی ہے۔ اجتماعی اور اخلاقی سقم یہ ہے کہ ایک جانب تو قانون نے افراد کی نجی زندگیوں کو تحفظ فراہم کر دیا ہے لیکن دوسری جانب اجتماعی زندگی کے ٹپٹ کرنے کا سامان کر دیا ہے، کیونکہ سماج افراد سے تشکیل پاتا ہے اور جس سماج کے افراد اچھے ہوں گے وہ سماج بھی اچھا ہوگا، یہ تصور ہی نہیں کیا جاسکتا کہ کہیں کوئی ایسا عمدہ معاشرہ موجود ہو جس کے افراد برے اور نکمے ہوں، افراد کی نجی زندگی کو تحفظ دینے سے ان کے اخلاقی بگاڑ کو سہارا ملتا ہے اور ان کا غیر مہذب رویہ پروان چڑھتا ہے۔

شریعت اسلامیہ میں قولی جرائم کے بارے میں اساسی اصول یہ ہے:

”فأساسه تحريم الكذب والافتراء، وإباحة الصدق في كل الأحوال، ولذلك فلا عقاب في الشريعة على من يقول

الحق، ولا مؤاخذه على من يسمي الأشياء بمسمياتها، والمواصفات بأوصافها“^{۲۰۴}

پس اسلامی شریعت میں اصول یہ ہے کہ کذب و افتراء ہر حالت میں حرام ہے اور صدق ہر حالت میں جائز ہے۔ اس لیے شریعت کی رو سے قول حق (درست بات) کہنے والے پر کوئی مواخذہ نہیں ہے اور اس شخص پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ جو اشیا کو ان کے ناموں سے اور موصوف کو اس کی صفت کے ساتھ پکارے۔ ”چنانچہ اگر کوئی شخص کسی کے زانی ہونے یا سارق ہونے کو ثابت کر دے۔ تو اس کے زانی یا سارق کہنے پر کوئی سزا نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر کوئی جھوٹے کو کاذب کہے تو اس پر کوئی سزا نہیں ہے۔

شریعت اسلامیہ کے اس اصول میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ چنانچہ شریعت کے نقطہ نظر کے مطابق ہر شخص سرکاری ملازمین، نمائندگان اور رفاہی خدمات میں مصروف شخصیتوں پر معترض ہو سکتا ہے اور جن الزامات کو ثابت کر سکتا ہو، ان کا انہیں الزام لگا سکتا ہے اور ان کی پبلک لائف کو ان کی نجی زندگی پر قیاس کر سکتا ہے اور ان لوگوں کو جن پر الزام عائد کیا جا رہا ہے اپنے عیوب اور اپنی نجی اور عملی زندگی کی کمزوریوں کی نشان دہی پر ناک بہوں نہیں چڑھانا چاہیے۔

مروجہ مصری قوانین کی طرح شریعت اسلامیہ نے پبلک سروس میں مصروف لوگوں کی نجی زندگی کو تحفظ نہیں دیا ہے کیونکہ شریعت

منافقت، ریاکاری اور جھوٹ کو تحفظ نہیں دے سکتی بلکہ شریعت کی نظر میں جو شخص اپنی نجی زندگی میں اچھی سیرت کا حامل نہیں ہے۔ وہ اس قابل ہی نہیں ہے کہ اسے عام زندگی میں لوگوں کے معاملات سپرد کیے جائیں۔ ہر انسان خواہ وقت انتخابات ہو یا نہ ہو شریعت کے مطابق نیکو کار کو پارسا اور بدکار کو برا کہہ سکتا ہے بشرط یہ کہ وہ بدکاری کی برائی کو ثابت کر سکے، اور ہر انسان خواہ وہ پارلیمان کا ممبر ہو یا کوئی عام آدمی وہ جس کو چاہے کہہ سکتا ہے بشرط یہ کہ وہ اس کو ثابت کر دے۔ غرض شریعت میں ایسا کوئی اصول نہیں ہے جو انتخابات کے وقت سچ بولنے کو جائز قرار دیدے اور اس کے علاوہ ممنوع قرار کر دے بلکہ از روئے شریعت صدق ہر حالت میں اور ہر وقت جائز ہے۔ اور کسی بھی وقت سچ بولنا ممنوع نہیں قرار پا سکتا۔

شریعت اسلامیہ میں اس قسم کا کوئی بھی قاعدہ نہیں ہے جس کی رو سے پارلیمان کے ممبروں اور متخاصمین کے مابین جھوٹ اور سچ دونوں برابر حیثیت میں جائز قرار پائیں بلکہ شریعت میں صدق بہر حال لازم ہے اور جھوٹ بہر صورت ممنوع ہے اور شریعت ان دو متضاد امور کو ایک حکم میں جمع نہیں کرتی۔ اور پارلیمان کے ممبران تو قوم کے اہل رائے اور مشورہ ہیں۔ اگر وہ سزا سے محفوظ ہو جائیں، اور ان کے لیے جھوٹ جائز ہو جائے تو وہ جھوٹ کے اندھے غار میں ضرور کریں گے اور ان اہل رائے اور مشورہ کی اہمیت ہی کیا ہے جو ہر حال میں سچ نہیں بولتے (بلکہ جھوٹ بھی بولتے ہیں) نیز یہ کہ شریعت اسلامیہ مساوات کی اساس پر قائم ہے۔ پارلیمان کے ممبروں اور متخاصمین کے ساتھ اس امتیازی سے اصول مساوات سے انحراف پیدا ہوتا ہے۔

غرض شریعت اسلامیہ جہاں انسان کی پبلک لائف کو دھوکہ دہی اور ریاکاری سے محفوظ رکھتی ہے وہاں افراد کی زندگی ہوائے نفس کی پیروی سے بچاتی ہے اور اسلام میں سچائی ایک لائق تحسین خوبی ہے جس پر سزا نہیں دی جاتی بلکہ سچ بولنے والے کی ہمت افزائی کی جاتی ہے اور برے کام کا بار خود برے آدمی کے اوپر ڈالا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے قذف کا ثبوت فراہم کرنے کی اجازت دی ہے اگر قاذف ثبوت فراہم کر دے تو اس پر کوئی دار و گیر نہیں ہے اور مقذوف کو بھی اس پر برا فروختہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس کے سامنے اس کے لیے خوشی کا پھل آیا ہے۔ اور اگر قاذف ثبوت کے فراہم کرنے سے عاجز ہو تو وہ ظالم اور مستحق سزا ہے۔ اس موقع پر یہ امر قابلِ لحاظ ہے کہ قاذف کو ثبوت فراہم کر دینے کا موقع دے دینے اور اس کے ثبوت کے فراہم نہ کر سکنے میں یہ دلیل یقینی طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ قذف (تہمت) درست نہیں ہے۔ لیکن جس طرح قانون میں بغیر قاذف کو ثبوت کا موقع نہ یہ بات قطعی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ قاذف جھوٹا ہے اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ شریعت اسلامیہ مجرم اور مجنی علیہ دونوں کے حق میں مروجہ قوانین سے کہیں زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ اگر قذف کی صحت ثابت کر دینے پر اسلام قاذف کو سزا نہیں دیتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مقذوف کی پوری زندگی ہدف تہمت بن گئی، اور اب اس پر تہمت لگانے والے کو کبھی بھی سزا نہیں دی جائے گی بلکہ مقذوف توبہ کر کے اور نیک کاری اختیار کر کے یہ تحفظ حاصل کر سکتا ہے اور اس کے بعد اس کے قاذف کو سزا بصورت تعزیر دی جائے گی اگر اسے معلوم ہو کہ مقذوف توبہ کر چکا ہے اور اپنی حالت سنوار چکا ہے اور اس کا مقصد محض ایذا رسانی ہو اور اگر مقذوف کو پہلے ہی کسی معصیت کے ارتکاب پر سزا دی جا چکی ہو اور پھر قاذف اسی معصیت کی تہمت لگائے تو قاذف کو سزا دی جائے گی اس لیے کہ اس کا مقصد محض مقذوف کو ایذا پہنچانا ہے۔

جرم قذف کے ارکان:

جرم قذف موجب حد شرعی کے چار ارکان ہیں۔

۱۔ الزام زانا لگانا ۲۔ انکار نسب کرنا ۳۔ مقذوف کا محسن یعنی موصوف بصفات الاحسان ہونا۔ ۴۔ مجرمانہ ارادہ

رکن اول (الزام زنا یا انکار) کی وضاحت اور فقہاء کے آراء:

جب قاذف مقذوف کو زنا کی تہمت لگائے یا اس کے نسب سے انکار کرے اور اپنے اس دعویٰ کو ثابت نہ کر سکے تو الزام زنا سے بھی مقذوف کے نسب کی نفی لازم آتی ہے

”ومن نفی نسب غیرہ فقال لست لأبيك فإنه يحد وهذا إذا كانت أمه حرة مسلمة“^{۲۱}

”اور جس نے کسی کے نسب سے نفی کی پس کہا کہ تو اپنے باپ سے نہیں تو اس کو حد دیا جائے گا اور یہ تب ہے کہ جب وہ ایک آزاد مسلمان عورت ہو۔“

جیسا کہ کسی کو طفل زنا کہنا اس کے نسب کا انکار کرنا اس کی ماں پر تہمت زنا عائد کرنا ہے۔ لیکن کسی کو زانی کہنا صرف اس پر زنا کا الزام عائد کرنا ہے۔ وہ نفی نسب نہیں ہے۔ گویا اگر قذف کی نسبت مقذوف کی ماں تک متعدی ہو رہی ہے۔ تو اس میں مقذوف کی نسب کی نفی بھی ہو جائے گی۔ غرض نفی نسب کا تقاضا یہ ہے کہ مقذوف کی ماں کو (یا ماں کی ماں کو) زنا کا الزام دیا گیا ہو۔

اس سلسلے میں اس تکلیف اور اذیت کا اعتبار ہو گا جسے معاشرہ تکلیف اور اذیت سمجھے۔ اس صورت میں قاذف کو سزا دی جائے گی، خواہ اس نے مقذوف پر الزام لگایا ہے وہ درست ہو کیونکہ اگر یہ الزام درست ہو تو بھی یہ نہ تو عیب ہے اور نہ یہ ان امور میں سے ہے جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہو، قذف کا مطلب ہی بلا جواز مقذوف کو تکلیف اور اذیت پہنچانا ہے۔ اگر مقذوف پر لگایا جانے والا الزام بھی درست نہ ہو اور وہ مقذوف کے لیے عیب اور شرعاً حرام بھی نہ ہو تو بھی یہ ایک ایسا افتراء ہے جس سے مفتری علیہ (مقذوف) کو تکلیف اور اذیت پہنچتی ہے اور بلا جواز شرعی کسی کو تکلیف پہنچانا شریعت کی نظر میں قابل سزا جرم ہے۔

امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد کے نزدیک تہمت لواطت کا حکم بھی تہمت زنا کی طرح ہے۔ کیونکہ یہ ائمہ لواطت کو زنا اور لوطی کو زانی متصور کرتے ہیں۔

”وإن قال يا لوطي وأراد به أنه على دين قوم لوط لم يجب الحد لأنه يحتمل ذلك وإن أراد أنه يعمل عمل قوم لوط وجب الحد۔“^{۲۲}

”اور اگر کہے اے لوطی! اور اس کا ارادہ ہو کہ یہ قوم لوط میں سے ہے تو اس پر حد واجب نہیں ہے اس لیے کہ یہ احتمال رکھتا ہے لیکن اگر اس کا ارادہ قوم لوط کی عمل کا ہو تو اس پر حد واجب ہو گا۔“

مخاطب چاہے فاعل ہو یا مفعول، اور عورت ہو یا مرد اس لیے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ قاذف نے مقذوف کو یہ تہمت لگائی کہ اس نے قوم لوط کے عمل کا ارتکاب کیا ہے تو اس پر حد جاری ہوگی۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ لواطت پر حد کے قائل نہیں ہے بلکہ محض تعزیر کے قائل ہیں کیونکہ ان کے نزدیک لواطت زنا نہیں ہے اس لیے لواطت کی تہمت زنا کی تہمت نہیں ہے۔^{۲۳}

فقہاء کے عمومی اصول:

اگر کسی نے کسی عورت پر مساحقت یا جبراً لوطی کیے جانے کی تہمت لگائی تو اس پر حد نہیں بلکہ تعزیر ہے کہ یہ اس فعل کی تہمت ہے جس پر حد نہ لازم نہیں ہے۔ اس اصول پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔ جیسا کہ علامہ ربلیؒ رقم طراز ہیں۔

”أن كل ما يوجب حد الزنا على فاعلة يوجب حد القذف على القاذف به، وكل ما لا يوجب حد الزنا بفعله لا يوجب

الحد علی القاذف به۔^{۲۴}

”کہ جس فعل کے ارتکاب پر حد زنا عائد ہوتی ہو اس کی تہمت پر قاذف پر حد قذف بھی لازم ہوگی اور جس فعل کے ارتکاب پر فاعل پر حد زنا لازم نہیں ہے اس فعل کے قاذف پر حد قذف بھی لازم نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کسی نے کسی پر علاوہ فرج کے مباشرت کی، یا وطی شبہ کی تہمت لگائی تو اس پر حد نہیں ہے۔“

بلکہ اس پر تعزیر ہے اس لیے کہ یہ قذف اس فعل کی نہیں ہے۔ جس میں حد زنا لازم ہے اور ہے مگر اس کی تطبیق میں ان کے درمیان اختلاف ہے کیونکہ جن افعال میں حد زنا لازم آتی ہے ان کے بارے میں ائمہ میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اگر باپ (یا دادا وغیرہ اوپر تک) بیٹے (یا پوتے وغیرہ) کو نیچے تک تہمت لگائیں تو اس پر حد نہیں ہے۔

”وإذا قذف ولده وان نزل لم يجب الحد عليه سواء كان القاذف رجلاً أو امرأة۔“^{۲۵}

”جب کوئی اپنے اولاد پر تہمت لگائے تو اس پر حد نہیں ہے۔“

خواہ قاذف مرد ہو یا عورت کیونکہ سزائے قذف اگرچہ حد ہے لیکن اس کا تعلق شخصی حقوق سے ہے نیز یہ کہ سزائے قذف ایسا حق ہے جو مطالبے (دعویٰ) پر دلویا جاتا ہے اس لحاظ سے یہ قصاص کے مشابہ ہو گیا۔ اور مزید یہ کہ حد شبہ کی بنا پر ساقط ہو جاتی ہے۔ اس لیے قصاص کی طرح حد قذف بھی بیٹے کی جانب سے باپ پر عائد نہیں ہوگی۔ اب چونکہ یہ امر مسلم ہے کہ بیٹا باپ سے قصاص نہیں لیتا اور بیٹے کے مال کی چوری میں باپ کا ہاتھ قطع نہیں کیا جاتا تو بہتر یہ ہے کہ بیٹے کی قذف پر باپ کو حد لگائی جائے۔

قذف کے لیے زبان شرط نہیں بلکہ جس زبان میں ہو قذف شمار ہوگا۔ جیسا کہ عبدالقادر عودہؒ لکھتے ہیں:

”ولا يشترط في القذف أن يكون بلغة معينة فيصح أن يكون باللغة العربية ويصح أن يكون بغيرها من اللغات،

ويشترط في القذف أن يكون صريحاً وصريح القذف ما لا يحتمل غيره فإن احتمل غيره فهو كناية أو تعريض۔“^{۲۶}

”قذف کے لیے یہ لازمی نہیں ہے کہ کسی متعین زبان میں ہو بلکہ عربی زبان یا کسی بھی زبان میں تہمت لگائی ہوئی عائد ہو جائے

گی البتہ یہ شرط ہے کہ قذف واضح ہو اور اس میں تہمت کے علاوہ اور کوئی مفہوم نہ ہو، اگر تہمت کے علاوہ کوئی اور مفہوم بھی

نکلتا ہو تو وہ تعريض (اشارہ) اور کنایہ کہلائے گا۔“

اسی طرح عودہؒ آگے لکھتے ہیں:

”ولا خلاف في أن القذف الصريح معاقب عليه بعقوبة الحد، أما القذف القائم على التعريض والكناية فمختلف على

عقوبته۔“^{۲۷}

”قذف صریح پر بالاتفاق سزا بصورت حد جاری ہوگی۔ البتہ تعريض اور کنایہ سے لازم ہونے والی تہمت کی سزا کے بارے میں

اختلاف ہے۔“

امام ابو حنیفہؒ اور فقہا حنابلہ کی ایک روایت یہ ہے کہ تعريض اور کنایہ کے ذریعے لگائی جانے والی تہمت کی سزا تعزیر ہے حد نہیں ہے۔ اس

رائے کی دلیل یہ روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

"إن امرأتی ولدت غلاماً أسود يعرض بنفيه فلم يعاقبه الرسول على ذلك القول" ۲۸

”کہ میری بیوی کے یہاں سیاہ فام پیدا ہوا ہے۔ مقصد اس شخص کا یہ اشارہ کرنا تھا کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے لیکن اس قول پر نبی ﷺ نے اسے کوئی سزا نہیں دی۔“

خود اللہ تعالیٰ نے نکاح کے پیغام کے ضمن میں تعریض اور تصریح (اشارہ اور وضاحت) میں فرق کرتے ہوئے دورانِ عدت تعریض کو جائز فرمایا اور تصریح کو ممنوع قرار دیا اور فرمایا:

”ولا جناح عليكم فيما عرضتم به من خطبة النساء أو أكننتم في أنفسكم علم الله أنكم ستذكرونهن ولكن لا

تواعدوهن سرا إلا أن تقولوا قولا معروفا“ ۲۹

”اور کوئی حرج نہیں کہ اگر زمانہ عدت میں خواہ تم ان بیوہ عورتوں کے ساتھ منگنی کا ارادہ اشارے کنائے میں ظاہر کر دو خواہ دل میں چھپائے رکھو دونوں صورتوں میں کوئی مضائقہ نہیں، اللہ جانتا ہے کہ ان کا خیال تو تمہارے دل میں آئے گا ہی مگر دیکھو کہ خفیہ عہد و پیمان نہ کرنا۔“

اگر کوئی بات کرنی ہے تو معروف طریقے سے کرو جب قرآن کریم نے خود اس امر میں تعریض اور تصریح کا فرق کیا ہے، جس میں سزا تعزیر ہے تو جس فعل میں سزا بصورت حد ہو اس میں تعریض اور تصریح کا فرق اور بھی ضروری ہے کہ حد شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔ علاوہ بریں تعریض اور کنایہ میں مفہوم معنی کے برخلاف معنی کی موجودگی کا بھی احتمال ہے جو شبہ ہے اور جس سے حد ساقط ہو جائے گی۔ ۳۰

امام شافعیؒ کے اصول:

امام شافعیؒ کے نزدیک حد صرف صریحاً قذف میں ہے لیکن ان کے نزدیک تعریض اور کنایہ سے کی جانے والی اس قذف پر بھی حد ہے جس میں یہ ثابت ہو جائے کہ قاذف نے جو الفاظ کہے ہیں وہی اس کی نیت بھی تھی کیونکہ کنایہ نیت کے ساتھ مل کر صراحت کے درجے میں ہو جاتا ہے جیسا کہ المہذب میں ہے:

”أن لا حد الا في القذف الصريح ولكنه يوجب الحد من القذف بالتعريض والكناية اذا ثبت أن القاذف نوى بمقال

القذف لأن الكناية مع النية بمنزلة الصريح“ ۳۱

”حد صرف صریح قذف میں ہے لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک تعریض اور کنایہ سے کی جانے والی اس قذف پر بھی حد ہے جس میں یہ ثابت ہو جائے کہ قاذف نے جو الفاظ کہے ہیں وہی اس کی نیت بھی تھی کیونکہ کنایہ نیت کے ساتھ مل کر صراحت کے درجے میں ہو جاتا ہے۔“

لیکن اگر اس نے تعریض اور کنایہ کے ذریعے عائد کی جانے والی قذف کی نیت نہ کی ہو تو اس پر حد لازم نہیں ہوگی۔

امام مالکؒ تعریض یا کنایہ سے عائد ہونے والی قذف میں حد کے اجرا کے قائل ہیں بشرط یہ کہ اس سے قذف ہی مفہوم ہو یا قرآن اس امر پر دلالت کریں کہ قاذف نے قذف ہی کا ارادہ کیا ہے مگر اس سے باپ مستثنیٰ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

”الحذف في القذف والنفي والتعريض“^{۳۲}

”حد قذف، نفی اور تعریض یعنی اشاروں میں ہے۔“

چنانچہ اگر باپ بیٹے کو تعریض اور کنایہ کے ذریعے تہمت لگائے تو اس پر حد نہیں عائد ہوگی کیونکہ یہ امر بعید از قیاس ہے کہ باپ بیٹے کو تہمت لگائے لیکن اگر باپ نے صراحتاً تہمت لگائی تو حد جاری ہوگی۔

امام احمدؒ سے ایک روایت منقول ہے کہ تعریضاً اور کنایۃً قذف لگانے والے پر بھی حد ہے۔

”وقد فرق بين التعريض بالخطبة والتصريح بها فباح التعريض في العدة وحرم التصريح فكذلك في القذف“^{۳۳}

”اور تحقیق کے ساتھ تعریض اور خطبہ اور تصریح میں فرق کیا ہے۔ پس دوران عدت تعریض کو حرام کر کے اور تصریح کو حرام

قرار دیا ہے پس اسی طرح قذف میں ہے۔“

امام احمدؒ کی دلیل یہ ہے کہ سزا بصورت قذف کے بارے میں وارد ہونے والی نص عام ہے اس لیے قذف ثابت ہو جانے پر حد لازم ہے خواہ قذف صراحتاً ہو یا تعریضاً اور کنایۃً۔ ہو اور حضرت عمرؓ کا ایک فیصلہ بھی اس کی تائید میں ہے۔ ایک شخص نے کسی کو کہا کہ میں تو زانی نہیں ہوں اور نہ میری ماں زانیہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس سلسلے میں صحابہؓ سے مشورہ فرمایا نہیں بلکہ انہوں نے کہا کہ اس نے اس شخص کو تعریضاً تہمت لگائی ہے اور آپؐ نے اس پر حد جاری فرمائی۔ غرض مشہور یہ ہے کہ حضرت عمرؓ تعریضاً قذف میں حد جاری فرماتے تھے اور یہی حضرت عثمانؓ کا بھی فیصلہ ہے۔ چنانچہ اثرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس شخص پر حد جاری کی جس نے کسی کی ماں کو تعریضاً زنا کی تہمت لگائی تھی۔ نیز اس لیے بھی کہ اگر کنایۃ کے ایک احتمال پر قرینہ صادقہ موجود ہو تو وہ صریح کے درجے میں ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ نبی ﷺ نے تعریضاً تہمت پر سزا نہیں دی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قذف کی سزا کا اجرا دعویٰ پر معلق ہے اور متعلقہ واقعہ میں بیوی نے جس پر اس کے شوہر نے تعریضاً تہمت عائد کی تھی دعویٰ قائم نہیں کیا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے سزا نہیں جاری فرمائی۔^{۳۴}

اسی طرح اگر قاذف تہمت میں کلمات مبالغہ استعمال کریں تو اس متعلق فقہا کرام کی مختلف آرا ہیں۔ بعض اصحاب حد کے قائل ہیں اور بعض نہیں ہیں۔ جیسا کہ عبد القادر عودہؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

”وان قال أنت أزني من فلان أو أزني الناس فهو قاذف له۔“^{۳۵}

”اگر قاذف تہمت میں مبالغے کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے یہ کہے کہ تو فلاں شخص سے زیادہ زنا کار ہے یا تو تمام لوگوں سے زیادہ

زنا کار ہے پس وہ تہمت لگانے والا ہوگا۔“

اس اصول کے مطابق امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اس پر حد جاری ہوگی لیکن مسلک امام ابو حنیفہؒ میں بعض اصحاب حد کے قائل ہیں اور بعض نہیں ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ افعّل کا وزن ترجیح علم کے لیے استعمال ہوتا ہے تو گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ تو زنا کے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے جب کہ فریق اول کی دلیل یہ ہے کہ افعّل کے وزن کا استعمال بھی قذف ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ فلاں شخص زانی ہے اور تو اس سے بھی زیادہ زنا کار ہے اور لوگوں میں زانی موجود ہیں اور تو ان میں زیادہ زانی ہے اور اگر ایسے کلمات استعمال کریں جو کئی معانی کا احتمال رکھتا ہو جیسا کہ فقہا کرام لکھتے ہیں۔

”وإن قال لا مرأته يا زاني فهو قذف لأنه صرح بإضافة الزنا إليها“^{۳۶}

”اگر قاذف نے اپنی بیوی سے قذف میں ایسے ذو معنی الفاظ استعمال کیے جن سے زنا کا مفہوم بھی نکلتا ہے اور کوئی اور مفہوم بھی نکلتا ہو، تو زنا کی طرف منسوب ہوگا۔“

جیسے یہ کہے کہ زناۃ فی الجبل بالهمزة کہ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تو نے ہمزہ نامی عورت سے پہاڑ پر زنا کیا اور یہ بھی اس کا لغوی مفہوم ہے کہ تو پہاڑ پر خطرے میں گر گیا۔ اس بارے میں بعض فقہا کی رائے یہ ہے کہ اعتبار اس مفہوم کا ہو گا جو عام لوگ سمجھتے ہوں۔ مبالغے اور ترخیم کے صیغوں کا استعمال قاذف پر وجوب حد سے مانع نہیں ہے، چنانچہ اگر کسی نے کسی مرد کو زانیہ کہا یا عورت کو یازانی ترخیم کہا تو قذف صریح ہے اور یہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کی رائے ہے۔

امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کی رائے یہ ہے کہ عورت کو یازانی کہنے پر قاذف پر حد جاری ہوگی اس لیے کہ ترخیم عام ہے اور اس جملے سے صرف زنا کا الزام ہی مفہوم ہوتا ہے لیکن قاذف کے مبالغہ کا صیغہ استعمال اور مرد کو یازانیہ کہنے پر امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک حد نہیں ہے بلکہ تعزیر ہے۔^{۳۷}

شرائط قذف:

مقذوف معلوم ہو، اگر مقذوف مجہول ہو تو قاذف پر حد قذف جاری نہیں ہوگی جیسے کوئی شخص ایک جماعت سے کہے کہ تم میں ایک شخص زانی ہے یا دو آدمیوں سے کہے کہ تم میں سے ایک زانی ہے۔

”وأما الذي يرجع إلى نفس القذف فهو أن يكون مطلقاً عن الشرط والإضافة إلى وقت فإن كان معلقاً بشرط أو مضافاً

إلى وقت لا يوجب الحد لأن ذكر الشرط أو الوقت يمنع وقوعه قذفاً للحال“^{۳۸}

”لازم ہے کہ قذف مطلق ہو اور اس میں کوئی شرط یا کسی وقت کی نسبت نہ ہو اگر ایسا ہو تو حد نہیں ہے، کیونکہ شرط اور وقت کے ذکر سے وہ فوری طور پر قذف نہیں ہوگی۔“

قذف کا نقل کر دینا قذف متصور نہیں ہوگا، اگر یہ قذف خود مقذوف کو نقل کی گئی، خواہ نقل کرنے والے کو اس امر کا پابند کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو بشرط یہ کہ وہ یہ ثابت کر دے کہ وہ نقل ہے اور اس کے الفاظ سے یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ اس نقل پر مامور کیا گیا ہے۔

خصی اور مقطوع الذکر پر تہمت لگانا:

اگر کسی قاذف نے کسی خصی کو یا مقطوع الذکر کو یا بیمار کو زنا کی تہمت لگائی تو امام احمد کے نزدیک اس پر حد ہے دلیل یہ ہے

”ويجب الحد على فاذف الخصي والمجبوب والمريض المدنف والرتقاء والقرناء وقال الشافعي وأبو ثور وأصحاب

الرأي لا حد على قاذف مجبوب۔“

”اور حد واجب ہے اگر کسی قاذف نے کسی خصی کو یا مقطوع الذکر کو یا بیمار کو زنا کی تہمت لگائی تو امام احمد کے نزدیک اس پر حد کہ

نص قذف عام ہے جو ہر قذف اور ہر مقذوف پر منطبق ہے تو یہ امر برابر ہے کہ مقذوف مجامعت پر قادر ہو یا نہ ہو۔“^{۳۹}

کیونکہ امکان وطی ایک امر مخفی ہے جس سے بہت سے لوگ ناواقف ہو سکتے ہیں اس لیے بغیر حد کے قذف کی شرمندگی اور عار دور نہیں ہوگی۔ جب کہ امام مالک، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک ان میں سے کسی کو قذف کرنے پر قاذف پر حد نہیں ہے۔

قاذف پر حد جاری کرنے کی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک شرط یہ ہے کہ جرم قذف کا ارتکاب دار الاسلام میں کیا گیا ہو، لیکن اگر جرم قذف کا ارتکاب دار الحرب میں دار البغی میں کیا گیا ہو تو قاذف پر حد نہیں ہے کہ یہاں امام کی ولایت قائم نہیں ہے۔^{۴۰}

اگر کسی نے کسی شخص کے باپ کے باپ ہونے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے، تو بالاتفاق اس قاذف کو حد لگائی جائے گی۔ امام ابو حنیفہؒ یہ شرط لگاتے ہیں کہ جس شخص کے نسب کی نفی کی گئی ہے۔ اس کی ماں آزاد مسلمان ہو کیونکہ قذف کی حقیقت دراصل ماں پر تہمت ہے۔^{۴۱}

لیکن کسی شخص کی ماں کے انکار پر بالاتفاق حد نہیں ہے اس لیے کہ یہ تہمت زنا نہیں ہے جیسا کہ فقہا کرامؒ لکھتے ہیں:

”وَإِذَا نَفَى نَسَبَهُ عَنْ أُمِّهِ فَقَدْ نَفَى وَلَادَتَهَا إِيَّاهُ فَقَدْ نَفَى زَنَاهَا بِهِ فَكَيْفَ يَحْدُ“^{۴۲}

”جب کسی شخص نے کسی کی ماں سے نہ ہونے کی تہمت لگا دی تو حد کیسے دیا جائے گا۔“

یعنی اکثر فقہاء کے نزدیک اس نے اس کے قبیلے سے انکار کر دیا مگر امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک حد ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حد نہیں ہے۔

مقذوف کا محسن ہونا:

یعنی مقذوف موصوف باوصاف الاحسان ہو جب کہ احسان کے حکم کے اعتبار سے دو اقسام ہیں۔

احسان کے اقسام:

احسان رجم: کہ مرد و عورت دونوں عاقل، بالغ، آزاد اور مسلمان ہونے کے ساتھ نکاح صحیح اور خلوت صحیحہ پانچے ہوں تو یہ محسن اور محسنہ ہے فعل زنا کے سرزد ہونے کی صورت میں انکی سزا رجم ہے۔

احسان قذف کہ قاذف و مقذوف دونوں میں شرائط احسان موجود ہوں نکاح صحیح اور خلوت صحیحہ شرط نہیں ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ پہلے سے مقذوف پر کسی عدالت میں مقدمہ زنا زیر سماعت نہ رہا ہوں ایسے لوگوں پر الزام زنا لگانا یا انکار نسب کرنا گواہوں کے عدم موجودگی میں جرم موجب حد قذف متصور ہوگی۔^{۴۳}

قرآن کریم میں لفظ ”المحصنت“ کے اطلاقات :- بمعنی پاکدامنی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”وَالَّذِينَ يَزُمُونَ الْمُحْصَنَاتِ“^{۴۴}

”اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر۔“

قرآن کریم میں المحصنت شادی شدہ عورتوں کے معنی میں بھی آیا ہے: ”وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ“^{۴۵}، ”وہ عورتیں بھی تم شرعاً حرام ہیں جو دوسرے شوہروں کی نکاح میں ہو۔“

غرض از روئے شریعت ایک بالغ، عاقل، آزاد، مسلمان اور زنا سے پاکباز شخص محسن متصور ہوگا۔ جیسا کہ عبد القادر عودہؒ لکھتے ہیں:

”وشرائط الاحسان الذي يجب الحد بقذف صاحبه خمسة العقل والحرية والاسلام والعفة عن الزنا۔“^{۴۶}

”اور احسان کی شرائط وہ جو کہ جس پر حد واجب ہوتا ہو، وہ عاقل اور بالغ ہونا عام شرائط میں سے ہیں، جو ہر جرم زنا کے وقت

”موجود ہونا لازم ہیں۔“

مجنی علیہ میں ان کی موجودگی بالکل ضروری نہیں ہے لیکن فقہا کرام مقذوف کا بھی عاقل اور بالغ ہونا لازمی قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ تکلیف کی دو شرائط میں سے ایک شرط ہے۔ اس لیے یہ عقل کے مشابہ ہے اور اس لیے کہ نابالغ کے زنا پر حد عائد نہیں ہوتی تو نابالغ کو زنا کی تہمت لگانے پر بھی حد عائد نہیں ہوگی۔ اور امام احمدؒ سے دوسری روایت یہ منقول ہے:

”إذا قذف غیر محصن لم یجلد والمحصن الذی یجب الحد بقذفه من الرجال والنساء“^{۴۷}

”اگر مقذوف عاقل اور پاکباز ہو اور اسے قذف سے عار لگتی ہو اور قذف کا سچا ہونا ممکن ہو کہ مقذوف کا اس فعل کو کرنا جس کی

اسے تہمت لگائی گئی ہے مردوں یا عورتوں میں سے۔“

یعنی ممکن ہو اس طرح کہ اگر وہ مرد ہو تو وطی کر سکتا ہو اور اگر عورت ہو تو وطی کی قوت رکھتی ہو تو احصان کے لیے بلوغ کی شرط نہیں ہے۔ گویا مقذوف اتنا بڑا ہو کہ اس جیسا جماع کر سکے اگرچہ وہ بالغ نہ ہو یعنی کم از کم لڑکا دس سال کا اور لڑکی سات سال کی ہو۔

امام مالکؒ مؤنث کے لیے بلوغ کی شرط عائد نہیں کرتے البتہ لڑکے کے لیے بلوغ کی شرط لگاتے ہیں، چنانچہ اگر لڑکی وطی کے قابل ہے یا اس عمر کی لڑکی سے وطی کر لی جاتی ہو اگرچہ وہ بالغ نہ ہوئی ہو تو وہ محصنہ متصور ہوگی۔ کیونکہ حد قذف کی عار دور کرنے کے لیے مقرر کی گئی ہے اور اس قسم کی لڑکی کو قذف سے عار لگتی ہے، جب کہ امام ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ مقذوف خواہ مذکر ہو یا مؤنث اس کے بلوغ کی شرط عائد کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عفت زنا کا مفہوم یہ ہے کہ مقذوف نے کبھی زندگی میں حرام وطی کی بغیر ملکیت اور بغیر نکاح کے اور ایسے نکاح کے ساتھ جس کے فاسد ہونے پر اجماع نہ کی ہو۔ اگر ایسا کیا ہے تو اس کی عفت ساقط ہو گئی خواہ یہ وطی حد کو لازم کرنے والی زنا ہو یا نہ ہو اگر حرام وطی کی لیکن ملکیت یا نکاح صحیح یا ایسے فاسد نکاح جس کے فساد پر اجماع نہیں ہے، کے ساتھ کی تو عفت ساقط نہیں ہوگی۔^{۴۸}

اس اصول کی بنیاد پر مقذوف کے عقیف ہونے کے لیے لازمی ہے کہ اس نے ایسی وطی نہ کی ہو جس سے حد زنا لازم آتی ہو اور اس پر حد زنا ثابت بھی نہ ہوئی ہو، اگر اس نے زنا کیا ہو یا اس پر حد زنا ثابت ہو گئی ہو تو وہ غیر عقیف ہے اور اگر اس نے ایسی حرام وطی کا ارتکاب کیا ہو جس پر حد نہ ہو تو وہ عقیف ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک عفت کا مفہوم یہ ہے کہ قذف سے پہلے اور قذف کے بعد مقذوف ایسے فعل سے محفوظ رہا ہو جس پر حد لازم آتی ہے۔ اگر اس نے حد زنا عائد کرنے والے فعل کا ارتکاب کر لیا تو وہ غیر عقیف ہے۔ لیکن اگر بغیر نکاح کے ایسی وطی کی جس پر حد لازم نہیں آتی۔^{۴۹}

رکن سوم القصد الجنائی یعنی مجرمانہ ارادہ توضیح واحکام:

فقہ اسلامی جرم زنا اور قذف کا دعویٰ اور تہمت لگانے سے پہلے ثبوت جرم کے ذرائع کا موجود ہونا لازمی ہیں۔ بصورت دیگر مدعی کو سزا دی جائے گی۔ جیسا کہ ماہر قانون استاد عبد القادر عودہ لکھتے ہیں:

”ويعتبر عالما بعدم صحته مارماه به مادام قد عجز عن اثبات صحته“^{۵۰}

جس وقت قاذف مقذوف کو زنا کی تہمت لگائے یا اس کے نسب کا انکار کرے یہ جانتے ہوئے کہ اس کی یہ تہمت درست نہیں ہے، تو قاذف کا مجرمانہ ارادہ قصد جنائی موجود متصور کیا جائے گا اور اگر قاذف اپنی تہمت کو ثابت نہ کر سکے تو یہ متصور ہو گا کہ وہ اپنی تہمت کو غیر صحیح سمجھتا

تھا۔ اور یہ عدم ثبوت اس کے علم پر کہ یہ تہمت غیر درست ہے ایسا قرینہ سمجھا جائے گا جس کے بالمقابل کوئی دلیل قبول نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ قاذف یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے صحت قذف کی رائے کچھ معقول اسباب کی بنا پر اختیار کی تھی، بلکہ قاذف پر لازم ہے کہ مجنی علیہ پر اتہام عائد کرنے سے قبل ہی اس اتہام کو ثابت کرنے والی دلیل اس کے پاس موجود ہو۔ یہی رسول اللہ ﷺ نے حضرت ہلال بن امیہؓ سے اس وقت فرمایا تھا جب انہوں نے اپنی بیوی پر شریک بن سمحاء کے ساتھ تہمت لگائی تھی:

”ايت بأربعة يشهدون على صدق مقالتك وإلا فحد في ظهرك“^{۵۱}

”چار گواہ لاؤ، جو تمہاری بات کی سچائی کی گواہی دیں ورنہ تمہاری کمر پر حد لگائی جائے گی۔“

باوجود یہ کہ ہلال نے واقعہ زنا خود دیکھا تھا مگر حکم لعان نازل نہ ہوتا تو ذاتی مشاہدہ انہیں حد سے نہیں بچا سکتا تھا۔ اس پر قرآنی نص دلالت کرتی ہے:

”لَوْ لَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ فَالسُّبْحَانُ عَلَىٰ لِقَائِهِمْ عِندَ اللَّهِ الْكَاذِبُونَ“^{۵۲}

”کیوں نہ وہ لوگ چار گواہ کیوں نہ لائے، اب کہ وہ گواہ نہیں لائے ہیں۔ اللہ کے نزدیک وہ جھوٹے ہیں۔“

اسی لیے فقہاء کرام زنا کے شاہدوں کے چار سے کم تعداد میں ہونے پر انہیں حد قذف لگانے کے قائل ہیں اور اگر بعض فقہاء کرام عدم حد قذف کے قائل ہیں تو وہ اس طرح کہ شاہد بغیر کسی ذاتی جذبے کے محض خوف خدا کی خاطر بطور شاہد گواہی دے رہے ہوں ورنہ اگر وہ بطور قاذف آئیں تو ان پر اجراء حد میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

سزائے قذف در فقہ اسلامی و معاصر قوانین، حکمت سزا:

سزائے قذف سے متعلق نصوص شریعت دو قسم پر ہیں قسم اول کا تعلق جسمانی اور دنیاوی سزا سے ہیں جو کہ نصوص شریعت اور تعامل رسول بواقعه افک و تعامل خلفاء الراشدین ۸۰ کوڑے ہیں جبکہ قسم ثانی کا تعلق روحانی اور اخروی سزا سے ہے۔

دنیاوی اور جسمانی سزا:

”وَالَّذِينَ يَزْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ“^{۵۳}

”جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لے آئیں ان کو اسی کوڑے مارو۔ اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔“

اخروی اور روحانی سزا:

قرآن مجید میں قاذف کے لیے دنیا کے علاوہ اخروی سزائے بھی ذکر کی ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہیں:

”إِنَّ الَّذِينَ يَزْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغُفْلَتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ“^{۵۴}

”جو لوگ پاک دامن بے خبر مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں۔ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔“

اور سنت نبوی ﷺ میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اجتنبوا السبع الموبقات قالوا وما هن يا رسول الله؟ فقال وعمن هن قذف المحصنت المؤمنة الغافلات۔" ۵۵
 "سات مہلک امور سے بچو، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون کون سے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: محسن اور پاکباز مؤمن عورتوں پر تہمت زنا لگانا۔"

معاصر مصری قوانین میں سزا قذف فقہ اسلامی سے یکسر مختلف ہے: جیسا کہ مصری قوانین میں مذکور ہیں:
 "يعاقب على القذف بالحبس مدة لا تجاوز سنة وبغرامة لا تقل عنة الفين وخمسمائة جنيه ولا تزيد على سبعة الاف وخمسمائة جنيه ولا تزيد على سبعة الاف وخمسمائة جنيه ولا تزيد على سبعة الاف وخمسمائة جنيه او باحدى هاتين العقوبتين. فاذا وقع القذف فى حق موظف عام او شخص ذى صفة نيابية عامة او مكلف بخدمة عامة، وكان ذلك بسبب اداء الوظيفة او النيابة او الخدمة العامة، كانت العقوبة الحبس مدة لا تجاوز سنتين وغرامة لا تقل عن خمسة الاف جنيه ولا تزيد على عشرة الاف جنيه او احدى هاتين العقوبتين۔" ۵۶

"ہتک عزت کی سزا ایک سال سے زیادہ نہ ہو اور دو ہزار پانچ سو مصری پائونڈ سے کم نہ ہو اور سات ہزار پانچ سو پائونڈ سے زیادہ نہ ہو اور سات ہزار پانچ سو پائونڈ سے زیادہ نہ ہو اور دو ہزار پانچ سو مصری پائونڈ سے زیادہ نہ ہو یا جرمانہ ہو گا۔ ان دونوں سزائوں میں سے کوئی ایک۔ اگر یہ تہمت کسی عوامی عہدیدار یا عوامی نمائندے کی صلاحیت کے حامل فرد کے خلاف واقع ہوئی ہے یا اس پر عوامی خدمت کا الزام عائد کیا گیا ہے، اور اس کی وجہ عہدے، استغاثہ، یا عوامی خدمت کی کارکردگی ہے، تو سزا ایک مدت کے لیے قید ہوگی۔ دو سال سے زیادہ نہ ہو اور جرمانہ پانچ ہزار پائونڈ سے کم نہ ہو اور دس ہزار مصری پائونڈ سے زیادہ نہ ہو، یا ان دو میں سے ایک جرمانہ۔"

حد قذف ۸۰ کوڑے ہونے کے حکمت و فلسفہ:

شریعت اسلامیہ میں حد قذف کے لیے جو اسی کوڑے مقرر کیے ہیں۔ اس کی کئی حکمتیں اور فوائد ہیں، جیسا کہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ذکر کی ہیں۔
 "وانما جعل حد القذف ثمانين؛ لانه ينبغي ان يكون اقل من الزنا، فان اشاعة فاحشة ليست بمنزلة فعلها، وضبط النقصان بمقدار ظاهر، وهو عشرون فانه لا خمس المائة، وانما جعل من تمام حده عدم قبول الشهادة، لما ذكرنا ان الايلام قسمان: جسماني ونفساني، وقد اعتبر الشرع جمعهما في جميع الحدود۔" ۵۷

تہمت زنا سے تشہیر فاحشہ ہوتی ہے، اور زنا بھی بذات خود بھی قرآن کریم کے رو سے فاحشہ ہے:
 "ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة ومقتاً" ۵۸

"اور زنا کے قریب نہ جاؤ کیونکہ یہ فاحشہ اور باعث غضب ہے۔"

پس دونوں کا درجہ (بالفعل زنا اور الزام زنا) باعتبار حکم مساوی نہیں ہے اس لئے حد قذف کو حد زنا سے پانچواں حصہ (۲۰ کوڑے) کم کر کے ۸۰ کوڑے مقرر کر دیا گیا۔ اس طرح حد قذف کا تکملہ رد شہادت کو بنایا جس کی وجہ یہ ہے کہ سزا دینے کے دو صورتیں ہیں جسمانی بصورت کوڑے لگانا نفسانی مردود الشہادت قرار دینا۔

شریعت نے تمام حدود میں دونوں قسم کی سزاؤں کو جمع کیا ہے:

”الف: جمع مع حد الزنا التغریب، لان الزنا عند سياسة ولاية الامور وغیرة الاولیاء لا يتصور الا بعد مخالصة وممازجة وطول صحبة وائتلاف، فجزاؤه المناسب له، ان یجلی عن محل فتنه- ب: وجمع مع حد القذف عدم قبول الشهادة، لأنه اخبار والشهادة اخبار فحوز بعار من جنس المعصية فان عدم قبول الشهادة من القاذف عقوبة“^{۹۵}

”حد زنا کے ساتھ جلا وطنی کو ملایا ہے کیونکہ زنا جیسا گناہ معاشرہ کے نتیجہ میں سرزد ہو سکتا ہے اس لیے مناسب سمجھا گیا شوافع کے نزدیک بطور حد اور احتیاف کے نزدیک بطور سیاسی مصلحت کے مرد کو ایک سال کے لیے ملک بدر کرنا تاکہ رشتہ عشق ٹوٹ کر آئندہ اس گناہ کا صدور نہ ہو جائے۔ حد قذف کے ساتھ رد شہادت کو جمع کیا گیا کیونکہ تہمت لگانا بھی اخبار کے قبیلے سے ہے اور شہادت بھی خبر ہے پس قاذف کو ایسے عار کے ذریعے سزا دی گئی جو گناہ قذف کے جنس سے۔“

نقد و بصر:

مروجہ قوانین علانیہ قذف اور غیر علانیہ قذف میں فرق کرتے ہوئے علانیہ کو قابل سزا قرار دیتے ہیں کہ لوگوں نے اس تہمت کو سنا ہے اور غیر علانیہ قذف کو قابل سزا قرار نہیں دیتے کہ یہ تہمت لوگوں کے کانوں تک نہیں پہنچی ہے۔ گویا جدید قوانین میں انسان کی قدر و قیمت کے دو پیمانے ہیں، اگر انسان کی قدر و قیمت میں عام لوگوں کے سامنے کوئی کمی واقع ہوتی ہے تو قانون اس کی حفاظت کے اقدام کرتا ہے اور اگر انسان کی قدر و قیمت نجی زندگی میں بغیر لوگوں کے علم میں آئے ضائع ہوتی ہے تو قانون اس کے تحفظ کے لیے کوئی اقدام نہیں کرتا اور یہ اس لیے کہ جدید قوانین لوگوں کو ریا و نفاق کی تعلیم دیتے ہیں اور انہیں ایسا انسان بناتے ہیں جن کی خود اپنی نظر میں عزت و قیمت نہ ہو جو خلوت میں جو چاہے کرتے رہیں مگر جلوت میں براءت اور پاکبازی کا مظاہرہ کریں۔ اور اگر لوگوں سے چھپا کر کوئی ان کے عیب کی نشان دہی کرے تو ان کی غیرت کو جوش نہ آئے اور اگر پبلک میں ان پر کوئی اتہام لگایا جائے تو وہ اس پر غصے اور جوش غیرت کا اظہار کریں۔ علانیہ تہمت کے بارے میں مروجہ قوانین نے جس اصول کو اپنایا ہے وہ اس قاعدے کا متمم ہے کہ قاذف کو اثبات قذف کی اجازت نہیں ہے اور یہ دونوں ہی قواعد لوگوں پر ریا و نفاق کی زندگی مسلط کرتے ہیں کہ اثبات کے عدم جواز کا مفہوم یہ ہے کہ سچے اور جھوٹے کو یکساں سزا ملے اور کوئی انسان سچ نہ کہہ سکے اور سچائی کے ساتھ معاملات کو بیان نہ کر سکے کیونکہ اس سچائی سے وہ سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ وہ سزا کا ہدف نہ بنے تو وہ جھوٹی زندگی گزارے نہ کوئی سچی بات کہے اور نہ کسی بات کی وضاحت کرے۔ جبکہ شریعت کا علانیہ قذف کی شرط عائد نہ کرنے کا اصول اثبات قذف کے جواز کا متمم ہے اور ان دونوں اصولوں کی اساس یہ ہے کہ لوگوں کو بہترین زندگی پر کاربند کیا جائے اور لوگ استقامت اختیار کریں اور شرافت و کرامت میں عزت محسوس کریں۔ کس قدر عظیم فرق ہے جدید قانون کی راہنمائی میں شریعت بذاتہ جرم پر سزا دیتی ہے اور حالات جرم کی بناء پر جرم کو قابل سزا نہیں گردانتی، جب کہ قانون حالات جرم پر سزا دیتا ہے اور فی ذاتہ جرم کو اہمیت نہیں دیتا۔ شریعت سچے نیکو کاروں کی زبان سے فاسق مفسدین کو تحفظ نہیں دیتی بلکہ پارسا اور پاکباز لوگوں کو جھوٹے بد کاروں کی زبان سے تحفظ دیتی ہے۔ جبکہ قانون فاسق اور بد کاروں کو ان کے کھلم کھلا بگاڑ اور فساد کے باوجود انہیں تحفظ دیتا ہے اور سچے نیکو کاروں کو ان کی سچائی اور نیکی ثابت ہونے کے باوجود سزا دیتا ہے، مزید یہ کہ پاکباز و پارسا لوگوں کو اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ جھوٹوں کے دعویٰ سے اپنی برأت ثابت کر سکیں، کیونکہ قاذف کو اثبات قذف کا موقعہ دیئے بغیر سزا دینے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مقذوف اپنی برأت ثابت نہیں کر سکے گا اور قاذف کو

قذف پر سزائے ملے گی، خواہ اس کا الزام درست ہو یا غلط اور پاکباز مقذوف کے ساتھ یہ جھوٹ لاگو رہے گا اور وہ اس سے چھٹکارا اور خلاصی نہ پاسکے گا۔

حواشی و حوالہ جات

- ^۱ ابن منظور افریقی، لسان العرب، دار المعرفۃ بیروت (۱۴۱۳ھ)، (بذیل مادہ "حد")
- ^۲ زین الدین محمد بن تاج العارفین، التوقیت علی مہمات التعاریف، الناشر: عالم الکتب، القاہرہ ۱۴۱۰ھ بذیل مادہ "حد"
- ^۳ برکتی، محمد عظیم الاحسان، التعریفات الفقہیہ، ص: ۷۷، الناشر: دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱۴۲۲ھ
- ^۴ ایضاً: ص: ۷۸
- ^۵ النیشابوری، ابو الحسین محمد بن مسلم الحجاج، جامع المسلم، حدیث نمبر ۱۶۸۸، الناشر: مکتبۃ العرفان، بیروت، طبع، ۱۴۱۰ھ
- ^۶ مفتی سید حکیم شاہ، المصطلحات الفقہیہ، ص: ۸۷، الناشر: اسلامی کتب خانہ کراچی، طبع، ۱۴۲۰ھ
- ^۷ عودہ، عبدالقادر، التشریح الجنائی الاسلامی مقارناً بالقانون الوضعی، ج: ۱، ص: ۲۶۱، الناشر: مکتبۃ التوفیقیۃ، مصر ۲۰۱۳ء
- ^۸ ایضاً: ج: ۱، ص: ۲۶۲
- ^۹ السرخسی، محمد بن ابی سہل، ابوبکر، المبسوط، ج: ۹، ص: ۳۶، الناشر، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت ۱۴۲۱ھ
- ^{۱۰} ابن الہمام، محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، ۵: ۲۱۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۱ھ
- ^{۱۱} مشتاق احمد، پروفیسر، ڈاکٹر، اسلام کا قانون فوجداری، (حدود شرعیہ) ص: ۵، الناشر: تفہیم دین الکیڈمی، حیات آباد پشاور، ۲۰۲۰ء
- ^{۱۲} البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الحدود، ج: ۳، ص: ۱۳، طبع: دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن ۱۳۶۰ھ
- ^{۱۳} ایضاً: البخاری، باب رجم المحسن، ج: ۳، ص: ۱۴
- ^{۱۴} عودہ، التشریح الجنائی، ج: ۲، ص: ۱۹۹
- ^{۱۵} النیشابوری، ابو الحسین محمد بن مسلم الحجاج، جامع المسلم، حدیث نمبر ۱۳۵۸، طبع، ۱۴۱۰ھ
- ^{۱۶} عودہ، التشریح الجنائی، ج: ۲، ص: ۳۵
- ^{۱۷} ایضاً، ج: ۲، ص: ۳۶
- ^{۱۸} ایضاً: ج: ۵۹۲
- ^{۱۹} الفاروق الاول، ملک مصر، العقوبات المصری والدستور یماہ: ۳۰۱-۳۰۵
- ^{۲۰} عودہ، التشریح الجنائی، ج: ۲، ص: ۳۱
- ^{۲۱} ابن الہمام، فتح القدیر، ۱۲: ۷۹
- ^{۲۲} اشیرازی، ابراہیم بن علی، المہذب، ۳: ۳۴۵، الناشر: دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۳۲ھ
- ^{۲۳} الرملی، احمد بن حمزہ، فتاوی الرملی، ۲۸: ۳۳۸، الناشر: المکتبۃ الاسلامیہ ریاض، س ط ن
- ^{۲۴} الانصاری، ابویحییٰ زکریا، اسنی المطالب شرح روضۃ الطالب، ج: ۱، ص: ۱۲۶، الناشر: مکتبۃ اسلامیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ، ۲۰۱۵ء

- ۲۵ ابن قتادة، المغنی، ۳: ۲۲۰
- ۲۶ عوده، التشریح الجنائی ج ۲، ص ۱۷۷
- ۲۷ ابن الممام، فتح القدير، ۴: ۱۹۱
- ۲۸ ابو عیسیٰ، السنن الترمذی، ۴: ۲۳۴، طبع، دار المعرفة للطباعة، ۱۳۸۲ھ.
- ۲۹ القرآن، البقرة: ۲۳۵
- ۳۰ عثمانی، مفتی تقی، اسان ترجمہ بذیل البقرة: ۲۳۵ ناشر: مکتبۃ المعارف کراچی، ۲۰۰۸ء
- ۳۱ اشیرازی، المہذب، ۲: ۲۹۰
- ۳۲ الزرقانی، شرح الزرقانی، ۴: ۱۸۵
- ۳۳ ابن قتادة، المغنی، ۳: ۲۲۶
- ۳۴ عوده، التشریح الجنائی الاسلامی ج ۲، ص ۱۸۷
- ۳۵ ایضاً: ۲۲۸۳
- ۳۶ اشیرازی، المہذب، ۳: ۳۴۵
- ۳۷ ابن الممام، فتح القدير، ۱۲: ۸۴
- ۳۸ الکاسانی، بدائع الصنائع، ۱۵: ۸۳
- ۳۹ ابن قتادة، المغنی، ۳: ۲۱۴
- ۴۰ الکاسانی، بدائع الصنائع، ۱۵: ۱۱۰
- ۴۱ ابن الممام، فتح القدير، ۱۲: ۹۲
- ۴۲ ایضاً: ۱۲: ۹۲
- ۴۳ پالن پوری، مفتی سعید احمد، رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجة اللہ البالغہ ۵: ۳۱۲، الناشر: زمزم پبلشرز کراچی
- ۴۴ القرآن، النور: ۲۴
- ۴۵ القرآن، النساء: ۲۴
- ۴۶ ابن قتادة، المغنی، ۱: ۴۸۴
- ۴۷ اشیرازی، المہذب، ۳: ۳۴۵
- ۴۸ ابن الممام، فتح القدير، ۱۰: ۴۲
- ۴۹ اشیرازی، المہذب، ۲: ۹۰
- ۵۰ عوده، التشریح الجنائی، ج ۲، ص ۱۶۳
- ۵۱ السنن الترمذی، ۴: ۱۲۴
- ۵۲ القرآن، النور: ۱۳
- ۵۳ القرآن، النور: ۴

۵۴ القرآن، النور: ۲۳

۵۵ السجستانی، سنن ابی داؤد، ۲: ۱۲۸، الطبعة الأولى: طبع: مطبعة دائرة المعارف، ۱۳۲۶ھ.

۵۶ الفاروق الاول، ملک مصر، العقوبات المصری والدستور بماده: ۳۰۳، ۳۰۴

۵۷ الدھلوی، شاہ ولی اللہ، حجة اللہ البالغہ ۲: ۲۱۲، ناشر: زمزم پبلشرز کراچی، ۲۰۱۸ء.

۵۸ القرآن، الاسراء، ۳۲

۵۹ الدھلوی، شاہ ولی اللہ، حجة اللہ البالغہ ۲: ۲۱۳، ناشر: زمزم پبلشرز کراچی، ۲۰۱۸ء.